قرن اول میں اسرائیلیات کا فروغ

جز الثالث

متفرق روایات

از

ابو شہر یار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ...3

تخلیق آدم...4

تخلیق حَوّاء 7

حَوّاء خیانت کرنے والی ماں 15

بادل اللّٰہ کے پاس سے اتا ہے؟...19

آدم نے اپنی عمر داود کو دے دی؟ 21

موسی کا لباس 25

مسیحا کی خبر یا نبی کی صفت ؟..31

ختنہ اور کلدانی پیغمبر 36

زمین مچھلی پر 39

سورج کا قطر 45

بسم اللّٰہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

جزیرہ العرب میں موجود بہت سے نصرانی اور یہودی مسلمان ہوئے أور إن لوگوں نے احادیث بھی بیان کیں - اس تیسری قسط میں متفرق روایات جمع کی گئی ہیں جو راقم کی تحقیق میں حدیث رسول نہیں ہیں –

ابو شہریار

۲۰۲۰

تخلیق آدم

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے

وَ يَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالۡخَيۡرِ‌ؕ وَ كَانَ الۡاِنۡسَانُ عَجُوۡلًا ﴿۱۱﴾

اورانسان شر کے لیے بھی ویسے ہی دُعا کرتا ہے جیسے اس کی بھلائی کی دُعا ہوتی ہے اورانسان ہمیشہ سے بڑاہی جلدبازہے ۔

سلمان فارسی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعہ پر آدم علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ ابھی پیروں تلے روح نہیں پہنچتی تھی کہ آدم نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا روح سر کی طرف سے آ رہی تھی ناک تک پہنچی تو چھینک آئی آپ نے کہا الحمد للہ ۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرحمک ربک یا ادم اے آدم تجھ پر تیرا رب رحم کرے جب آنکھوں تک پہنچی تو آنکھیں کھول کر دیکھنے لگے ۔ جب اور نیچے کے اعضا میں پہنچی تو خوشی سے اپنے آپ کو دیکھنے لگے ۔ جب اور نیچے کے اعضا میں پہنچی تو خوشی سے اپنے آپ کو دیکھنے لگے ابھی پیروں تک نہیں پہنچی تو چلنے کا ارادہ کیا لیکن نہ چل سکے تو دعا کرنے لگے کہ اے اللہ رات سے پہلے روح آ جائے ۔

تفسیر طبری میں ہے

حدثنا محمد بن المثنى، قال: ثنا محمد بن جعفر، قال: ثنا شُعبة، عن الحكم، عن إبراهيم، أن سلمان الفارسيّ، قال: أوّل ما خلق الله من آدم رأسه، فجعل ينظر وهو يُخلق، قال: وبقيت رجلاه; فلما كان بعد العصر قال: يا ربّ عَجّل قبل الليل، فذلك قوله (وَكَانَ الإنْسَانُ عَجُولا)

سلمان فارسی نے کہا اللہ نے سب سے پہلے آدم کا سر خلق کیا اور اس طرح کہ آدم دیکھ رہے تھے ان کی تخلیق ہو رہی ہے اور ان کے پیر نہیں بنے تھے پس عصر کے بعد انہوں نے کہا اے رب جلدی کر رات سے پہلے مکمل کر دے

یہ روایت سلمان پر موقوف ہے

سند منقطع ہے ابراہیم النخعی کا کسی صحابی سے سماع نہیں ہے

حدثنا أبو كريب، قال: ثنا عثمان بن سعيد، قال: ثنا بشر بن عمارة، عن أبي رَوْق، عن الضحاك عن ابن عباس، قال: لما نفخ الله في آدم من روحه أتت النفخة من قبَل رأسه، فجعل لا يجرى شيء منها في جسده، إلا صار لحما ودما; فلما انتهت النفخة إلى سرّته، نظر إلى جسده، فأعجبه ما رأى من جسده فذهب لينهض فلم يقدر، فهو قول الله تبارك وتعالى (وَكَانَ الإنْسَانُ عَجُولا) قال: ضَجِرا لا صبر له على سرّاء، ولا ضرّاء.

اس کی سند بھی ضعیف ہے سند میں بشر بن عمارة الخثعمي، صاحب أبي روق ہے امام أبو جعفر العقيلي کہتے ہیں: له حديث لا يتابع عليه

اس کی حدیث کی متابعت نہیں ہوتی

دارقطنی کہتے ہیں متروک ہے

یہ دو روایات ہیں ان کو ملا کر ابن کثیر نے لکھا ہے

وَقَدْ ذكر سلمان الفارسي وابن عباس هَاهُنَا قِصَّةَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ هَمَّ بِالنُّهُوضِ قَائِمًا قَبْلَ أَنْ تَصِلَ الرُّوحُ إِلَى رِجْلَيْهِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ جَاءَتْهُ النَّفْخَةُ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، فَلَمَّا وَصَلَتْ إِلَى دِمَاغِهِ عَطَسَ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَقَالَ اللَّهُ: يَرْحَمُكَ رَبُّكَ يَا آدَمُ. فَلَمَّا وَصَلَتْ إِلَى عَيْنَيْهِ فَتَحَهُمَا، فَلَمَّا سَرَتْ إِلَى أَعْضَائِهِ وَجَسَدِهِ، جَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيُعْجِبُهُ، فَهَمَّ بِالنُّهُوضِ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَى رِجْلَيْهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، وَقَالَ: يَا رَبِّ عَجِّلْ قبل الليل

تخلیق حَوَّاء

صحیح بخاری کی حدیث ہے

عَنْ أبي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبيِّ – صلى الله عليه وسلم – قالَ

مَنْ كانَ يُؤْمِنُ باللَّهِ واليَوْمِ الآخِرِ، فَلا يُؤْذي جارَهُ، واسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أعْلاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ، لَمْ يَزَلْ أعْوَجَ (وفي طريقٍ: المَرْأَةُ كَالضِّلَعِ: إِنْ أقَمْتَها كَسَرْتَها،وإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بها اسْتَمْتَعْتَ بها وَفِيها عِوَجٌ)، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّساءِ خَيْراً

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہنچائے اور تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں ۔ انہیں پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ سب سے اوپر والا حصہ ہوتا ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو تم اسے توڑ دو گے اور اگر اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں

امام بخاری نے سند دی ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

امام بخاری کے نزدیک اغلبا یہ مَيسَرَة بْن عَمَّار، الأَشجَعِيُّ. ہیں اور ان کا ذکر تاریخ الکبیر میں کیا ہے

اس کے برعکس امام البزار کے نزدیک یہ الگ ہیں- امام البزار کی سند ہے

حَدَّثَنا بشر بن خالد العسكري , حَدَّثَنا الحُسَين بن علي , عن زائدة يعني ابن قدامة , عن ميسرة النهدي , عن أبي حازم , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

امام البزار کہتے ہیں یہ ميسرة النهدي ہیں یعنی ميسرة بن حبيب النهدى ، أبو حازم الکوفی ہیں

ميسرة بن حبيب النهدى مدلس ہیں اور یہاں ان کا عنعنہ ہے لہذا یہ روایت مظبوط نہیں ہے

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ البزار کے نزدیک زائدة ابن قدامة نے ميسرة النهدي سے سنا ہے نہ کہ ميسرة الاشجعی سے- یہ علل الحدیث کا مسئلہ ہوا -

مسند احمد، مستخرج أبي عوانة میں اس کی ایک دوسری سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الذِّمَارِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ النِّسَاءَ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، لَا يَسْتَقِمْنَ عَلَى خَلِيقَةٍ، إِنْ تُقِمْهَا تَكْسِرْهَا، وَإِنْ تَتْرُكْهَا تَسْتَمْتِعْ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ

اس کی تمام اسناد میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے لیکن شعیب الأرنؤوط اس کو حديث صحيح، وهذا إسناد قوي، عبد الملك بن عبد الرحمن صدوق لا بأس به، روى له أبو داود والنسائي، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين کہتے ہیں

راقم کہتا ہے یہ سند سفیان کی تدلیس کے احتمال کی بنا پر صحیح نہیں سمجھی جا سکتی

قرآن میں ہے کہ ایک نفس آدم سے ان کا زوج یعنی بیوی کو خلق کیا گیا

خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (الزمر:٦)

اس نے تم (سب) کو ایک نفس سے پیدا کیا پھر اس نفس کا جوڑا بنایا

اسی طرح

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

اور اسکی نشانیوں میں سے ہے کہ بے شک اس نے تمہارے نفوس میں سے جوڑے بنا دیے کہ تم سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت ڈالی اس میں غوروفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں

قرآن میں ہے

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

تم کو ایک نفس سے خلق کیا پھر نفس کا جوڑا بنایا

سورہ النساء میں ہے

يأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا

اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے خلق کیا اور خلق کیا نفس کا جوڑا

سورہ الاعراف کی آیت ہے

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (189) فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

وہی ہے جس نے تم کو ایک نفس سے خلق کیا اور نفس کا جوڑا بنایا کہ سکون حاصل کرے - پس جب اس نے اس کو ڈھانپ لیا اور ہلکا سا حمل رہ گیا کہ وہ اس کے ساتھ چلی پس جب بوجھل ہوئی تو ان دونوں نے اللہ کو پکارا کہ ہم کو صالح دے تاکہ تم شکر گزار ہوں -پس جب ان کو صالح اولاد عطا کی انہوں نے اس کے ساتھ شریک بنا دیے اس پر جو ان کو ملا پس اللہ اس شرک سے بلند ہے جو یہ کرتے ہیں

بعض لوگوں نے ان آیات سے یہ استخراج کیا کہ آدم و حوا علیہما السلام نے شرک کیا کیونکہ نفس واحدہ (ایک نفس) آ رہا ہے- لیکن یہ صحیح نہیں ہے – انبیاء شرک نہیں کرتے اور خاص کر جب آدم علیہ السلام کا ذکر ہو جو غیب و بہشت دیکھ چکے تھے

یہاں نفس واحد سے مراد آدم علیہ السلام ہیں خلقکم تمام بنی آدم سے خطاب ہے – زوج سے مراد حوا علیہ السلام کو بھی لیا جا سکتا ہے یعنی خاص کیا جا سکتا ہے اور عام مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے کہ تمام انسانیت میں سے ان کا زوج یا جوڑا ہے- سورہ الاعراف میں عام مشرک کا ذکر ہے کہ وہ اولاد عطا کرنے کو اللہ کے سوا کسی اور سے منسوب کر دیتے ہیں

لہذا اگر ترتیب دیکھیں تو پہلے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا اس کے بعد حوا علیہ السلام کو کیا گیا – قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ حوا علیہ السلام کو پسلی سے خلق کیا گیا- بلی و ھو خلاق علیم – اس کو آدم کی پسلی کی ضرورت نہیں – جو روایت پیش کی جاتی ہے ان کی اسناد میں راوی کا اختلاف ہے

توریت کی کتاب پیدائش میں ہے

Gen. 2:21 So the LORD God caused a deep sleep to fall upon the man, and while he slept took one of his ribs and closed up its place with flesh.

Gen. 2:22 And the rib that the LORD God had taken from the man he made into a woman and brought her to the man.

لہذا رب نے آدمی پر نیند طاری کی اور جب وہ سویا اس کی ایک پسلی نکال لی اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا اور جو پسلی نکالی تھی اسکو رب نے عورت بنا دیا اور اس کو آدمی کے پاس لایا

اللہ نے آپریشن کر کے آدم کی (צֵלָע) پسلی لی جبکہ وہ تمام تخلیق سے واقف ہے اور وہ کیا آدم کی پسلی واپس نہ بنا سکا کہ اس کو وہاں گوشت بھرنا پڑا – نہ صرف یہ بلکہ پہلی انسانی تخلیق میں عیب آ گیا لیکن یہ اسکی نسل میں نہیں آیا آج تک مردوں کی پسلیاں ساری ہی ہوتی ہیں اگر نہیں تھیں تو ابو البشر میں نہیں لہذا یہ سب ایک مہمل بات ہے جو خالق کی صفت نہیں ہے

عبد الملك بن حسين بن عبد الملك العصامي المكي (المتوفى: 1111هـ) کتاب سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي میں اس کی وجہ علم اعداد میں بتاتے ہیں- شاید یہود سے یہ قول ملا ہو کیونکہ انہوں نے ہی علم اعداد پر بہت کام کیا اور انہی سے ہم تک آیا ہے

وَقيل إِن معنى كَونهَا أخذت من ضلع آدم أَن المُرَاد الضلع الحسابي فَإِنَّهَا ضلع من أضلاع آدم كَمَا هُوَ مُقَرر فِي علم الأوفاق قَالَ بعض المغاربة فِي كَلَامه على وفْق زحل هَذَا فَإِن جملَة أعداد حُرُوف الوفق خَمْسَة وَأَرْبَعُونَ هِيَ مَجْمُوع قَوْلك آدم لِأَن كل ضلع مِنْهُ وكل ب ط د ز وَج وَا ح شطر من أشطاره جملَته خَمْسَة عشر وَهُوَ جملَة اسْم حَوَّاء قَالَ وَله مُنَاسبَة ظَاهِرَة من حَيْثُ إِن حَوَّاء خلقت من ضلع آدم وَقد ظهر مَعَ هَذَا اسْم حَوَّاء فِي الوفق فِي السطر الثَّالِث وَهُوَ واح بِتَقْدِيم وَتَأْخِير

اور کہا جاتا ہے کہ آدم کی پسلی سے مراد حساب کی پسلی ہے کیونکہ یہ ان کی پسلیوں میں سے ایک ہے جیسا کہ علم الاوفاق میں مقرر ہے بعض مغاربہ کہتے ہیں کہ کہ یہ زحل کا وقف ہے کیونکہ اس میں حروف کے اعداد ٤٥ ہیں اور یہ جمع ہے آدم کے کہنے (نام) کا ہر پسلی اس میں ب ط د زوَ ج وَا ح جو شطر میں اتا ہے جو ٤٥ بنتا ہے اور یہ عدد ہے اسم حَوَّاء کا اور کہا یہ مناسبت ہے ظاہری اس طرح کہ حَوَّاء کی تخلیق آدم کی پسلی سے ہوئی اور اس سے ان کا نام حَوَّاء ظاہر ہوا

اس متن کو اپ راقم کی کتاب مجمع البحرین سے سمجھ سکتے ہیں

نقشہ ا: گیمٹریا اور ابجد نظام

ہندسہ	عبرانی	عربی		ہندسہ	عبرانی	عربی		ہندسہ	عبرانی		عربی
1	الف	א	ا	10	يد	י	ي	100	ق	ק	ق
2	بيت	ב	ب	20	كاف	כ	ك	200	رايش	ר	ر
3	جيمل	ג	ج	30	لمد	ל	ل	300	شن	ש	ش
4	دلد	ד	د	40	ميم	מ	م	400	تاو	ת	ت
5	هے	ה	ه	50	نون	נ	ن	500	ث ך (آخری)كاف		
6	و	ו	و	60	سميخ	ס	س	600	خ ם (آخری)مم		
7	زين	ז	ز	70	عين	ע	ع	700	ذ ן (آخری)نون		
8	ہتھ	ח	ح	80	ف	פ	ف	800	ض ף (آخری)ف		
9	طتھ	ט	ط	90	تصد ص	צ		900	ظ ץ(آخری)تصد		
								1000	غ		

مثال : آدم کا لفظ عبرانی میں אָדָם ہے

אָדָם = آدم = 45=1+4+40

اگر اپ پہلے کولم کو جمع کریں تو ٤٥ ملے گا -عبد الملك بن حسين بن عبد الملك العصامي المكي کے نزدیک آدم کی ٩ حسابی پسلیاں ہیں (عام ابن آدم میں مرد و عورت میں حقیقی ١٢

ہوتی ہیں) اپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان اعداد میں بلکل بیچ میں عبرانی لفظ ה (ھ) ہے جو عبرانی میں חַוָּה حوا علیہ السلام کے نام میں اتا ہے اور یہ لفظ احبار کے مطابق بہت پر اسرار ہے کیونکہ یہ تخلیق کا سب سے اہم لفظ ہے

کتاب سمط النجوم میں ٤٥ کو زحل سے بھی ملایا گیا ہے کیونکہ یہ زحل کا

Magic Square

ہے جس کی ہر سطر کا جمع ٤٥ ہے اور بیچ میں عدد ٥ اتا ہے

اس تمام تفصیل کو سمھجنے کے بعد یہ جاننا مشکل نہیں ہے کہ اصلا یہ جادو کی روایت ہے جو یہود نے گھڑی تاکہ ان اعداد کی اہمیت اپنے متبعین پر جتا سکیں

حَوّاء خیانت کرنے والی ماں

صحیح بخاری میں روایت ہے

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلاَ بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلاَ حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حَوّاءُ نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ خیانت نہ کرتی

کون سی خیانت تھی جو بنی آدم کی ماں نے کی؟ روایت نہایت مبہم ہے

اسکی سند میں ہمام بن منبہ ہیں

روایت منکر ہے اماں حوا اپنے شوہر سے خیانت کر ہی نہیں سکتیں کیونکہ اس وقت ان کا کوئی اور شوہر نہیں تھا تمام ان کے بچے تھے اور ایک ماں اگر اپنی اولاد کو کچھ دے تو وہ شوہر سے خیانت نہیں

صحیح مسلم میں یہ سلیم بن جبیر ابو یونس مولی ابوہریرہ کی سند سے ہے

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا يُونُسَ، مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْلَا حَوَّاءُ، لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ»

کتاب سیر الآعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق

وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ: لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ   ابو زرعه کہتے ہیں انہوں نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا

یعنی یہ منقطع سند ہے

مسند احمد میں اسکی ایک اور سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو الْهَجَرِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ، لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ، وَلَوْلَا حَوَّاءُ، لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا

کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق خلاس بن عمرو الهجري کے ترجمہ میں ہے

وقال أبو داود لم يسمع من علي رضي الله عنه وسمعت أحمد يقول لم يسمع من أبي هريرة شيئا

اور ابو داود کہتے ہیں انہوں نے علی سے کچھ نہ سنا اور میں نے احمد کو کہتے سنا کہ انہوں نے ابو ہریرہ سے کچھ نہ سنا

دارقطنی کے مطابق فما كان من حديثه عن أبي رافع، عن أبي هريرة احتمل انکی حدیث ابی رافع سے ہے-شوکانی اور ابن جوزی ان کو ليس بشيء کہتے ہیں اگرچہ دیگر ثقہ کہتے ہیں لیکن یہ روایت منقطع ہے

اس روایت کی تشریح کی جاتی ہے

یہاں " خیانت" کے وہ معنی مراد نہیں ہیں جو امانت و دیانت کی ضد ہے بلکہ " خیانت' 'سے ناراستی یعنی کجی مراد ہے لہٰذا حضرت حوا کی کجی یہ تھی کہ انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کا وہ درخت کھانے کی ترغیب دی جس سے اللہ تعالیٰ نے روک رکھا تھا ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کجی حضرت حوا سے سرزد ہو گئی تھی وہ ہر ایک عورت کی سرشت کا جزو بن گئی ہے اگر حضرت حوا سے یہ کجی سرزد نہ ہوتی تو کسی بھی عورت میں کجی کا خمیر نہ ہوتا اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ کجروی کا کوئی بھی برتاؤ نہ کرتی ۔

کجی کہتے ہیں ٹیڑھے پن کو کہ عورت مرد کی ہر بات میں مخالفت کرے اور خیانت کہتے ہیں کسی سے چھپ کر کوئی عمل کرنا لہذا یہ شرح بیہودہ بات ہے- ہمارے لئے اس طرح کے جملے ادا کرنا نہایت غیر مناسب ہے- حوا علیہ السلام کا آدم علیہ السلام کو شجر ممنوعہ سے کھانے کی ترغیب دینے کا قرآن میں ذکر ہی نہیں بلکہ آدم علیہ السلام کا یہ ذاتی عمل تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن کہتا ہے

ولقد عهدنا إلى آدم من قبل فنسي ولم نجد له عزما

أور بے شک ہم نے آدم سے عہد لیا اس سے قبل اور ان میں ہم نے (قوت) ارادہ نہیں پائی

مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح میں ملا علی القاری نے لکھا ہے

قَالَ الْقَاضِي: أَيْ لَوْلَا أَنَّ حَوَّاءَ خَانَتْ آدَمَ فِي إِغْرَائِهِ وَتَحْرِيضِهِ عَلَى مُخَالَفَةِ الْأَمْرِ بِتَنَاوُلِ الشَّجَرَةِ، وَسَنَّتْ هَذِهِ السُّنَّةَ لَمَا سَلَكَتْهَا أُنْثَى مَعَ زَوْجِهَا. اهـ. وَقِيلَ إِنَّ خِيَانَتَهَا أَنَّهَا ذَاقَتِ الشَّجَرَةَ قَبْلَ آدَمَ وَكَانَ قَدْ نَهَاهَا فَغَرَّتْهُ حَتَّى أَكَلَ مِنْهَا، وَقِيلَ: خِيَانَتُهَا أَنَّهَا أَرْسَلَهَا آدَمَ لِقَطْعِ الشَّجَرَةِ فَقَطَعَتْ سُنْبُلَتَيْنِ وَأَدَّتْهُ وَاحِدَةً، وَأَخْفَتْهُ أُخْرَى، وَاللَّهُ - تَعَالَى - أَعْلَمُ

قاضی نے کہا یعنی اگر حوا نہ ہوتیں تو آدم پر درخت کو پیش نہ کرتیں کہ وہ اس میں سے کھا لیتے اور پھر یہ سنت خواتین بن گئی کہ وہ اپنے شوہر کی خیانت کرتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے درخت میں آدم سے پہلے ہی چکھ لیا تھا جبکہ ان کو منع کیا گیا تھا

آدم علیہ السلام نے حوّاء کو بھیجا کہ گندم کا درخت اکھاڑ کر پھینک دیں،آپ وہاں گئیں،درخت تو اکھاڑ دیا مگر اس کی دو بالیاں محفوظ رکھ لیں جو کچھ عرصہ بعد خود بھی کھالیں اور آدم علیہ السلام کو بھی کھلائیں

راقم کہتا ہے یہ فرضی خیالات ہیں گمان کی دین میں کوئی وقعت نہیں

صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت اسرئیلایات میں سے ہے جس کو مستند مان لیا گیا ہے جبکہ یہ ثابت نہیں ہے

گوشت سڑنے کی روایت میں جو دلیل پیش کی گئی ہے وہ بھی نا قابل فہم ہے نظم کائنات میں تغیر ہے جو بنی اسرائیل کی وجہ سے ہو ممکن نہیں ہے- انسان اور جانور کا گوشت سڑ جاتا ہے اور جسم پنجر میں تبدیل ہو جاتا ہے روایات میں ہے کہ خود یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں قبر سے نکلیں جب خروج مصر کے وقت بنی اسرائیل نے انکی قبر وصیت کے مطابق کھودی

بادل اللہ کے پاس سے اتا ہے؟

صحیح مسلم میں ہے

وحدثنا يحيى بن يحيى ، اخبرنا جعفر بن سليمان ، عن ثابت البناني ، عن انس، قال: قال انس : اصابنا ونحن مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مطر، قال: فحسر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثوبه حتى اصابه من المطر، فقلنا: يا رسول اللّٰه لم صنعت هذا؟ قال: " لانه حديث عهد بربه تعالى

سیدنا انس رضی اللّٰہ عنہ نے کہا کہ ہم پر برسات ہوئی اور ہم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو کھول دیا آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یہاں تک کہ پہنچا آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر مینہ اور ہم نے کہا: اے اللّٰہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس لئے کہ یہ ابھی اپنے پروردگار کے پاس سے آیا ہے۔“

راقم کہتا ہے اس کی سند ضعیف ہے

جعفر بن سليمان الضبعي (م على) : عن ثابت وخلق شيعي صدوق صعفه القطان ووثقه ابن معين وغيره وقال ابن سعد ثقة فيه ضعف

یہود کے مطابق اللّٰہ تعالی آسمان میں بادلوں میں پھرتا ہے مثلا اس کتاب کے جز اول میں حزقی ایل کا مکاشفہ درج ہے جس کے مطابق مرکبہ پر ایک ذات تھی جو آسمان میں تھی -

کتاب دانیال باب ۷ آیات ۹ سے ۱۳ میں ذکر ہے

9 مَیں دیکھ ہی رہا تھا کہ تخت لگائے گئے اور
قدیم الایام بیٹھ گیا۔ اُس کا لباس برف جیسا سفید اور اُس
کے بال خالص اُون کی مانند تھے۔ جس تخت پر وہ بیٹھا تھا وہ
آگ کی طرح بھڑک رہا تھا، اور اُس پر شعلہ زن پہئے لگے
تھے۔ 10 اُس کے سامنے سے آگ کی نہر بہہ کر نکل رہی
تھی۔ بے شمار ہستیاں اُس کی خدمت کے لئے کھڑی تھیں۔
لوگ عدالت کے لئے بیٹھ گئے، اور کتابیں کھولی گئیں۔
11 مَیں نے غور کیا کہ چھوٹا سینگ بڑی بڑی باتیں
کر رہا ہے۔ مَیں دیکھتا رہا تو چوتھے جانور کو قتل کیا گیا۔
اُس کا جسم تباہ ہوا اور بھڑکتی آگ میں پھینکا گیا۔ 12 دیگر
تین جانوروں کی حکومت اُن سے چھین لی گئی، لیکن اُنہیں
کچھ دیر کے لئے زندہ رہنے کی اجازت دی گئی۔
13 رات کی رویا میں مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ آسمان
کے بادلوں کے ساتھ ساتھ کوئی آ رہا ہے جو ابنِ آدم سا
لگ رہا ہے۔ جب قدیم الایام کے قریب پہنچا تو اُس کے
حضور لایا گیا۔ 14 اُسے سلطنت، عزت اور بادشاہی دی
گئی، اور ہر قوم، اُمت اور زبان کے افراد نے اُس کی
پرستش کی۔ اُس کی حکومت ابدی ہے اور کبھی ختم نہیں ہو گی۔
اُس کی بادشاہی کبھی تباہ نہیں ہو گی۔

یہاں قدیم الایام اللہ تعالی ہے اور آسمان سے انے والا اس کی شبیہ ہے – یہ ذات بادل میں تھی جس کو بار اناش کہا گیا ہے یعنی ابن آدم – نصرانی ان آیات سے دلیل لیتے ہیں کہ یہ عیسیٰ تھا جو نعوذ باللہ آسمان میں بادل میں تھا - یہودی فرقوں نے اس سے یہ اخذ کیا کہ آسمان پر دو قوتین ہیں – اس عقیدے کو

Two Powers in Heavens

کہا جاتا ہے - اس نام کی ایک مکمل کتاب چھپ چکی ہے جو یہودی فرقوں کے بارے میں ہے [1]

[1] Two Powers in Heaven: Early Rabbinic Reports About Christianity and Gnosticism Alan F. Segal, Brill Publishers, Netherlands 1945

آدم نے اپنی عمر داود کو دے دی؟

جامع ترمذی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيصًا مِنْ نُورٍ، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى آدَمَ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ، فَرَأَى رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ مَنْ هَذَا ؟، فَقَالَ: هَذَا رَجُلٌ مِنْ آخِرِ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ: دَاوُدُ، فَقَالَ: رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ ؟، قَالَ: سِتِّينَ سَنَةً، قَالَ: أَيْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَلَمَّا قُضِيَ عُمْرُ آدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ، فَقَالَ: أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً ؟، قَالَ: أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ، قَالَ: فَجَحَدَ آدَمُ، فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَنَسِيَ آدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَخَطِئَ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ ، قَالَ أَبُو عِيسَى: .هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو اس سے ان کی اولاد کی وہ ساری روحیں باہر آ گئیں جنہیں وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے۔ پھر ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کی بیچ میں نور کی ایک ایک چمک رکھ دی، پھر انہیں آدم کے سامنے پیش کیا، تو آدم نے کہا: میرے رب! کون ہیں یہ لوگ؟ اللہ نے کہا: یہ تمہاری ذریت (اولاد) ہیں، پھر انہوں نے ان میں ایک ایسا شخص دیکھا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں بہت اچھی لگی، انہوں نے

کہا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟ اللہ نے فرمایا: تمہاری اولاد کی آخری امتوں میں سے ایک فرد ہے۔ اسے داود کہتے ہیں: انہوں نے کہا: میرے رب! اس کی عمر کتنی رکھی ہے؟ اللہ نے کہا: ساٹھ سال، انہوں نے کہا: میرے رب! میری عمر میں سے چالیس سال لے کر اس کی عمر میں اضافہ فرما دے، پھر جب آدم کی عمر پوری ہو گئی، ملک الموت ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: کیا میری عمر کے چالیس سال ابھی باقی نہیں ہیں؟ تو انہوں نے کہا: کیا تو نے اپنے بیٹے داود کو دے نہیں دیئے تھے؟ آپ نے فرمایا: تو آدم نے انکار کیا، چنانچہ ان کی اولاد بھی انکاری بن گئی۔ آدم بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھول گئی۔ آدم نے غلطی کی تو ان کی اولاد بھی خطاکار بن گئی“۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے، ۲- یہ حدیث کئی سندوں سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی ہے۔

تبصرہ :

یہ روایت اسرائیلایات میں سے معلوم ہوتی ہے

هِشَامُ بْنُ سَعْد، عَن زَيد بْنِ أَسْلَمَ، عَن أبي صالح، عَن أبي هُرَيرة

اور

هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اور

الحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اور

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اور

.رَوَاهُ مُبشر بن عبيد عَن الزُّهْرِيّ، عَن سعيد بن الْمسيب، عَن أبي هُرَيْرَة

کی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو روایت کیا ہے لیکن ممکن ہے یہ کعب الاحبار کا قول ہو

لہذا دلیل نہیں لی جا سکتی

یہی متن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اتا ہے

عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَوَّلُ مَنْ جَحَدَ آدَمُ – قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ – إِنَّ اللَّهَ لَمَّا خَلَقَهُ مَسَحَ ظَهْرَهُ، فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّتَهُ، فَعَرَضَهُمْ عَلَيْهِ فَرَأَى فِيهِمْ رَجُلًا يَزْهَرُ، قَالَ: أَيْ رَبِّ، مَنْ هَذَا؟ قَالَ: ابْنُكَ دَاوُدُ. قَالَ: كَمْ عُمُرُهُ؟ قَالَ: سِتُّونَ. قَالَ: أَيْ رَبِّ، زِدْ فِي عُمُرِهِ. قَالَ: لَا، إِلا أَنْ تَزِيدَهُ أَنْتَ مِنْ عُمُرِكَ. فَزَادَهُ أَرْبَعِينَ سَنَةً مِنْ عُمُرِهِ، فَكَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ كِتَابًا، وَأَشْهَدَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةَ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَقْبِضَ رُوحَهُ، قَالَ: بَقِيَ مِنْ أَجَلِي أَرْبَعُونَ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ جَعَلْتَهُ لِابْنِكَ دَاوُدَ. قَالَ: فَجَحَدَ، قَالَ: فَأَخْرَجَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْكِتَابَ، وَأَقَامَ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ، فَأَتَمَّهَا لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِائَةَ سَنَةٍ، وَأَتَمَّهَا لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عُمْرَهُ أَلْفَ سَنَةٍ

شعیب نے اس طرق کو ضعیف کہا ہے

علي بن زيد -وهو ابن جدعان- ضعيف، وكذا يوسف بن مهران

الفاظ

هَذَا ابْنُكَ دَاوُدُ يَكُونُ فِي آخِرِ الْأُمَمِ

یہ تمہارا بیٹا داود ہے جو آخری امتوں میں سے ہے

یہ الفاظ کس طرح صحیح ہیں؟ داود علیہ السلام تو امت موسی میں سے ہیں جو عیسیٰ سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے سے ہیں

یہودی کتاب

Rabbinical Literature: The Traditions Of The Jews Volume 1

میں یہ روایت موجود ہے جو حکایات تلمود کا مجموعہ ہے

He (God) opened to him the gate of Paradise and conducted him into the seventy apartments of Holy Places … And when he Adam beheld King David, he saw that he is without life. Then said he, O Thou Lord of the World, who is he in whom I feel no life? And the Holy and Blessed God replied, It is King David. And the first Man beheld how the matter was, he gave out of the Years assigned for his own life, seventy years to David

رب العزت نے آدم کا لئے جنت کے ابواب کھول دیے اور ان کو ستر مقامات دکھائے اور آدم نے شاہ داود کو دیکھا کہ وہ بے جان ہے – پوچھا اے رب یہ کون ہے ؟ ارشاد باری ہوا یہ شاہ داود ہے اور پہلے انسان یعنی آدم نے اپنی عمر کے سالوں میں سے ستر سال داود کو عطا کر دیے

موسی کا لباس

قرآن کی ایک آیت الأحزاب: 69 کی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

اے ایمان والوں ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسی کو تکلیف دی پس اللہ نے اس سے اس قول کو دور کیا اور وہ اللہ کے نزدیک وجیہہ تھے

امام بخاری نے صحیح میں ہی ایک دوسرے مقام پر یحیی علیہ السلام کے حوالے سے وجیہا کے الفاظ کی شرح کی ہے {وَجِيهًا} [آل عمران: 45]: شَرِيفًا یعنی شریف

اس کے علاوہ سورہ الاحزاب کی آیت کی شرح ایک روایت سے کی

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الحَسَنِ، وَمُحَمَّدٍ، وَخِلاَسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا، لاَ يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ، إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ: إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ: وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى، فَخَلاَ يَوْمًا وَحْدَهُ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الحَجَرِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ، ثَوْبِي حَجَرُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ، وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ، وَقَامَ الحَجَرُ، فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ، وَطَفِقَ بِالحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلاَثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا [ص:157] لاَ تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا ‘ کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا ‘ ان سے عوف بن ابوجمیلہ نے بیان کیا ‘ ان سے امام حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاس بن عمرو نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ ان کی حیاء کی وجہ سے ان کے بدن کو کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے ‘ وہ کیوں باز رہ سکتے تھے ‘ ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ان کی ہفوات سے پاکی دکھلائے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لیے آئے ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے بڑھے لیکن پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پتھر! میرا کپڑا دیدے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا ‘ اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تہمت سے ان کی برات کر دی۔ اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان «يا أيها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين آذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها» تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تھی ‘ پھر ان کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: " كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا حَيِيًّا، قَالَ فَكَانَ لَا يُرَى مُتَجَرِّدًا، قَالَ فَقَالَ: بَنُو إِسْرَائِيلَ: إِنَّهُ آدَرُ، قَالَ: فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعَى، وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ: ثَوْبِي، حَجَرُ ثَوْبِي، حَجَرُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَنَزَلَتْ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا} [الأحزاب: 69]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو چار بصریوں نے روایت کیا ہے

بصری عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ

خلاس ابن عمرو البصري

محمد ابن سيرين بصری

حسن بصری

اور ہمام بن منبہ یمنی نے بھی روایت کیا ہے

ابو داود کہتے ہیں خلاس نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا

أنه لم يسمع من أبي هريرة

عینی کتاب عمدة القاري شرح صحيح البخاري میں کہتے ہیں

وَأما الْحسن فَلم يسمع من أبي هُرَيْرَة عِنْد الْمُحَقِّقين من الْحفاظ، وَيَقُولُونَ: مَا وَقع فِي بعض الرِّوَايَات من سَمَاعه عَنهُ فَهُوَ وهم

حسن بصری نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا

ابن سیرین کے لئے کہا جاتا ہے انہوں نے ابو ہریرہ سے سنا ہے اور عبد اللہ بن شقیق کی سند ہے کہ اس کو قبول کیا جاتا ہے

متنا یہ روایت مبہم ہے – موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ساتھ ساتھ رہے – روایت میں صرف موسی کا ذکر ہے ہارون کا ذکر نہیں یہ معلوم ہے کہ ہارون (۱۲۳ سال عمر)، موسی سے پہلے انتقال کر گئے تھے لیکن اس وقت موسی علیہ السلام بوڑھے تھے – بائبل کے مطابق فرعون سے اس مطالبہ کے وقت کہ نبی اسرئیل کو چھوڑ دے موسی ۸۰ سال کے تھے اور ہارون ۸۳ سال کے تھے – ظاہر ہے یہ دونوں جوان نہ تھے جب نبی اسرائیل کو لے کر نکلے

موسی علیہ السلام چھپ کر نہاتے تھے تو ہارون علیہ السلام کیا سب کے ساتھ نہاتے تھے ؟ یقینا وہ بھی چھپ کر نہاتے ہوں گے تو نبی اسرائیل کا الزام ہارون پر کیوں نہیں؟

روایت میں اس ابہام کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا

روایت میں ہے کہ بنواسرائیل تمام برہنہ نہاتے تھے جبکہ حیا ایمان میں سے ہے تو یقینا تمام بنو اسرائیل برہنہ نہیں نہا سکتے – کیونکہ قرآن کے مطابق خروج سے پہلے ایسے مومن موسی کے

ساتھ تھے جنہوں نے گھروں کو قبلہ بنایا ہوا تھا وہ یقینا موسی کی طرح چھپ کر ہی نہاتے ہوں گے

الغرض راقم کو یہ روایت سمجھ نہیں آئی کہ اس کو موسی علیہ السلام کے لئے خاص کر سکے

قرآن میں بنی اسرائیل کے کسی قول کا ذکر ہے جس سے انہوں نے موسی علیہ السلام کو الزام دیا – لیکن اللہ نے اس کو ان سے دور کیا قرآن میں اس کی تفصیل نہیں کہ وہ الزام کیا تھا

حقیقت اللہ کو پتا ہے

عصر حاضر کے بعض شیعہ کہتے ہیں کہ یہ ابو ہریرہ نے بیان کی جبکہ یہ ابی عبد اللہ سے بھی منسوب ہے-شیعہ تفسیر قمی میں آیت یا ایھا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسی فبراہ اللہ مما قالوا و کان عند اللہ وجیھا میں سند کے ساتھ اس کی وضاحت کی گئی ہے ہے

وحدثني أبي عن النضر بن سويد عن صفوان عن ابي بصير عن ابي عبدالله عليه السلام ان بني إسرائيل كانوا يقولون ليس لموسى ما للرجال وكان موسى إذا أراد الاغتسال يذهب إلى موضع لا يراه فيه أحد من الناس وكان يوما يغتسل على شط نهر وقد وضع ثيابه على صخرة فأمر الله الصخرة فتباعدت عنه حتى نظر بنو إسرائيل اليه فعلموا انه ليس كما قالوا فانزل الله (يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا ...الخ

ابی عبد اللہ علیہ السلام نے کہا کہ بنی اسرائیل کہا کرتے کہ موسی میں وہ نہیں جو مردوں میں ہے اور موسی جب غسل کا ارادہ کرتے تو اس جگہ جاتے جہاں کوئی ان کو دیکھ نہ سکتا تھا اور وہ نہر کنارے غسل کر رہے تھے اور کپڑے پتھر پر رکھے تھے پس اللہ نے چٹان کو حکم کیا انہوں نے پیچھا کیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے دیکھا

شیعہ تفسیر مجمع البیان از مجلسی میں ہے

و اختلفوا فيما أوذي به موسى على أقوال ... أن موسى كان حييا ستيرا يغتسل وحده فقالوا ما يستتر منا إلا لعيب بجلده إما برص و إما أدرة فذهب مرة يغتسل فوضع ثوبه على حجر فمر الحجر بثوبه فطلبه موسى فرآه بنو إسرائيل عريانا كأحسن الرجال خلقا فبرأه الله مما قالوا رواه أبو هريرة مرفوعا

تفسیر قمی شروع کی تفاسیر میں سے ہے

مسیحا کی خبر یا نبی کی صفت ؟

صحیح بخاری میں ہے

حدیث نمبر: 2125 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ، حَدَّثَنَا هِلَالٌ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قُلْتُ: "أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ ؟ قَالَ: أَجَلْ، وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ، يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ، إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ المتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ، وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا"، تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ هِلَالٍ ، وَقَالَ سَعِيدٌ ، عَنْ هِلَالٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ ، غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي غِلَافٍ سَيْفٌ أَغْلَفُ، وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ، وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُونًا.

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات توریت میں آئی ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! قسم اللہ کی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں بالکل بعض وہی صفات آئی ہیں جو قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ جیسے کہ اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اور ان پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ تم نہ بدخو ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور غل مچانے والے، (اور تورات میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ) وہ (میرا بندہ اور رسول

برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لے گا۔ بلکہ معاف اور درگزر کرے گا۔ اللّٰہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی روح قبض نہیں کرے گا جب تک ٹیڑھی شریعت کو اس سے سیدھی نہ کرا لے، یعنی لوگ «لا إله إلا اللّٰه» نہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو بینا، بہرے کانوں کو شنوا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو پردے کھول دے گا۔ اس حدیث کی متابعت عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ہلال سے کی ہے۔ اور سعید نے بیان کیا کہ ان سے ہلال نے، ان سے عطاء نے کہ «غلف» ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو پردے میں ہو۔ «سیف أغلف، وقوس غلفاء» اسی سے ہے اور «رجل أغلف» اس شخص کو کہتے ہیں جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

یہ روایت صحیح نہیں ہے

ایسا توریت کے کسی نسخہ میں نہیں ملا یہاں تک کہ بحر مردار کے طومار میں بھی نہیں ملا

سند میں فليح بن سليمان المدني بھی ہے جس کی روایت لینے سے محدثین ابن معین ، النسائي نے منع کیا ہے

یہ آیات توریت میں نہیں بلکہ انبیاء سے منسوب کتاب یسعیاہ باب ٤٢ میں انے والے مسیح سے متعلق ہے

Is. 42:1 See my servant, whom I am supporting, my loved one, in whom I take delight: I have put my spirit on him; he will give the knowledge of the true God to the nations.

Is. 42:2 He will make no cry, his voice will not be loud: his words will not come to men’s ears in the streets.

میرا بندہ جس کی میں مدد کر رہا ہوں میرا محبوب جس سے میں راضی ہوں اس میں میں نے اپنی روح ڈالی ہے یہ اقوام کو اصل رب کا علم دے گا

یہ شور و غوغہ نہ کرے گا اور اس کی آواز بلند نہ ہو گی اور لوگوں کو سڑکوں پر اس کی آواز سنائی نہ دے گی

جبکہ ہم کو معلوم ہے کہ مکی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی اللہ بازاروں میں ہی تھی جہاں بلند آواز سے اپ اللہ کی طرف سب کو پکارتے تھے

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق

وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا

رسول اللہ اس سے اندھے کی آنکھ کھولے گا اور بہرے کے کان اور دلوں کے تالے

جبکہ یہ بھی کتاب یسعیاہ سے لیا گیا ہے

Book of Isaiah chapter 35

Say to those who have an anxious heart,

“Be strong; fear not!

Behold, your God

will come with vengeance,

with the recompense of God.

He will come and save you.”

Then the eyes of the blind shall be opened,

and the ears of the deaf unstopped;

then shall the lame man leap like a deer,

and the tongue of the mute sing for joy.

For waters break forth in the wilderness,

and streams in the desert;

the burning sand shall become a pool,

and the thirsty ground springs of water;

کہو ان سے جن کے دل متذذب ہیں

ڈرو مت مظبوط رہو

خبردار تمہارا رب

انتقام کے ساتھ نمودار ہو گا

اللّٰہ کی جانب سے بدلہ

وہ آ کر تم کو بچائے گا

اندھے کی اس وقت آنکھ کھل جائے گی

بہرے کے کان بند نہ رہیں گے

لنگڑا ہرن کی طرح دوڑے گا

اور گونگے کی زبان اس وقت گنگنائے گی

پس ویرانے میں پانی بہے گا

اور نہریں صحرا میں

اور جلتی ریت ، ایک حوض ہو گی

اور سوکھی زمین ، پانی کا چشمہ

یسعیاہ باب ۳۵ آیات **4** سے **7** تک

یہود میں ان آیات کی بنیاد پر ایک مسیح کا انتظار تھا جو جنم کے اندھے کو بینا کرے، بہرے کو – سامع الصوت کرے، لنگڑے کو ٹھیک کر دے، گونگے کو زبان دے دے

راویوں کا کتاب یسعیاہ کی آیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کرنا عجیب بات ہے کیونکہ اول یہ توریت نہیں دوم یہ مسیح سے متعلق آیات ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق

ختنه اور کلدانی پیغمبر

ابراہیم علیه السلام ایک کلدانی پیغبر تھے یعنی مملکت کلدو

Chaldea

میں مبعوث کیے گئے تھے

صحيح مسلم: كِتَابُ الْفَضَائِلِ (بَابُ مِنْ فَضَائِلِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ) صحیح مسلم: کتاب: أنبیاء کرامؑ کے فضائل کا بیان (باب: حضرت ابرا ہیم خلیل کے فضائل) ح ٦١٤١ میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ»

ابو ہریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا : رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرما یا : ابرا ہیم علیہ السلام نبی علیہ السلام نے اَسی سا ل کی عمر میں قدوم (مقام پر تیشے یا بسولے کے ذریعے)سے ختنہ کیا۔

تبصرہ

یہ روایت ادب المفرد میں بھی ہےأَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً، وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: يَعْنِي مَوْضِعًا

امام بخاری کہتے ہیں یہ مقام ہےترجمہ ہو گاابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا :
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی علیہ السلام نے اَسی سا ل
کی عمر میں قدوم میں ختنہ کیا

قدوم آج کل اسرائیل میں ہے – اس کو کفر قدوم کہتے ہیں

Location of Kafr Qaddum within Palestine

https://en.wikipedia.org/wiki/Kafr_Qaddum

قدوم عربی میں تیشہ کو بھی کہتے ہیں

بائبل کے مطابق ۹۹ سال کی عمر میں ختنہ کرایا

http://biblehub.com/genesis/17-24.htm

یہ قول ابو ہریرہ سے کئی سندوں سے آیا ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ القُرَشِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالقَدُّومِ»،

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، وَقَالَ «بِالقَدُومِ مُخَفَّفَةً»،

تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ،

تَابَعَهُ عَجْلاَنُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

یہ روایت اسرائیلایات میں سے ہے اس کو چھوڑ دیا جائے-انبیاء کا ختنہ کرانا ایک بنی اسرائیلی گھڑنت ہے کیونکہ ختنہ فطرت میں سے ہے، جس پر انبیاء کا قدرتی عمل ہے ایسا نہیں کہ ۸۰ سال کی عمر میں خیال آئے ابراہیم کا خاص ذکر کرتے ہیں کیونکہ وہ بابل سے تھے اور بنی اسرائیل والوں نے یہ کہانی گھڑی کہ دنیا میں ان کے سوا کوئی ختنہ نہیں کراتا تھا جبکہ انبیاء قدیم عربوں میں بھی آئے ہیں مثلا ھود اور صالح علیہما السلام

زمین مچھلی پر

اہل سنت کی کتاب تفسیر الطبری ج ٢٣ ص ٥٢٤ میں ہے

حدثنا واصل بن عبد الأعلى، قال: ثنا محمد بن فُضَيل، عن الأعمش، عن أبي ظبيان، عن ابن عباس قال: "أوّل ما خلق اللّٰه من شيء القلم، فقال له: اكتب، فقال: وما أكتب؟ قال: اكتب القدر، قال فجرى القلم بما هو كائن من ذلك إلى قيام الساعة، ثم رفع بخار الماء ففتق منه السموات، ثم خلق النون فدُحيت الأرض على ظهره، فاضطرب النون، فمادت الأرض، فأُثبتت بالجبال فإنها لتفخر على الأرض

أبي ظبيان ، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں سب سے پہلی چیز جو اللّٰہ نے خلق کی وہ قلم ہے پس اس کو حکم دیا لکھ – قلم نے کہا کیا لکھوں ؟ فرمایا تقدیر لکھ پس قلم لکھنا شروع ہوا جو بھی ہو گا قیامت تک پھر اس کی سیاہی کے بخارت آڑ گئے جس سے آسمان بن گئے پھر النون کو تخلیق کیا جس پر زمین کو پھیلا دیا پھر النون پھڑکی جس سے زمین ڈگمگائی پس پہاڑ جما دیے

حصين بن جندب أبو ظبيان الجنبي کا سماع ابن عباس سے ثابت کہا جاتا ہے انہوں نے یزید بن معاویہ کے ساتھ القُسْطَنْطِينِيَّةَ پر حملہ میں شرکت کی – سند میں الأعمش ہے جو مدلس ہے اور

اس بنیاد پر یہ روایت ضعیف ہے- الأعمش صحیحین کا بھی راوی ہے اور یہ مثال ہے کہ صحیحین کے راویوں کی تمام روایات صحیح نہیں ہیں

سورہ القلم کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كَانَ يُقَالُ النُّونُ الْحُوتُ الْعَظِيمُ الذي تحت الأرض السابعة، وقد ذكر الْبَغَوِيُّ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ إِنَّ عَلَى ظَهْرِ هذا الحوت صخرة سمكها كغلظ السموات وَالْأَرْضِ، وَعَلَى ظَهْرِهَا ثَوْرٌ لَهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ قَرْنٍ وَعَلَى مَتْنِهِ الْأَرَضُونَ السَّبْعُ وَمَا فِيهِنَّ وما بينهن، والله أَعْلَمُ.

اور ابن أَبِي نَجِيحٍ نے کہا کہ ان کو ابراہیم بن بکر نے خبر دی کہ مجاہد نے کہا وہ (لوگ) کہا کرتے النون ایک عظیم مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے اور البغوی نے ذکر کیا اور مفسرین کی ایک جماعت نے کہ اس مچھلی کے پیچھے چٹان ہے جیسے زمین و آسمان ہیں اور اس کے پیچھے بیل ہے جس کے چالیس ہزار سینگ ہیں

سند میں إِبْرَاهِيم بْن أَبِي بكر، الأخنسيُّ کا حال مستور ہے

کسی دور میں مسلمانوں میں یہ روایت چل رہی تھی چاہے شیعہ ہوں یا سنی ہوں کافی بعد میں انکا رد کیا گیا مثلا ابو حیان نے تفسیر میں اس کو بے اصل بات کہا اسی طرح اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع میں القاوقجي (المتوفى: 1305هـ) نے اس کو موضوع روایت کہا – ابن قیم نے کتاب المنار المنيف في الصحيح والضعيف میں اسکو الْهَذَيَانَاتِ کہا ہے- جو بات سند سے ہو اس کو محض الْهَذَيَانَاتِ کہہ کر سلف کے محدثین کا رد کرنا اور راوی پر بحث نہ کرنا بھی عجیب ہے دوم جب یہ الْهَذَيَانَاتِ میں سے تھی تو ابن کثیر نے اسکو تفسیر جیسی چیز میں شامل کیوں کیا

حیرت ہے کہ بہت سی اسلامی ویب سائٹ پر اس کو آج تک حدیث رسول کہہ کر اس کا دفاع کیا جا رہا ہے دوسری طرف عیسائی مشنری اس کو تنقید کے طور پر پیش کر رہے ہیں

مستدرک الحاکم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْأَرَضِينَ بَيْنَ كُلِّ أَرْضٍ إِلَى الَّتِي تَلِيهَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ فَالْعُلْيَا مِنْهَا عَلَى ظَهْرِ حُوتٍ قَدِ الْتَقَى طَرَفَاهُمَا فِي سَمَاءٍ، وَالْحُوتُ عَلَى ظَهْرِهِ عَلَى صَخْرَةٍ، وَالصَّخْرَةُ بِيَدِ مَلَكٍ، وَالثَّانِيَةُ مُسَخَّرُ الرِّيحِ، فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُهْلِكَ عَادًا أَمَرَ خَازِنَ الرِّيحِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْهِمْ رِيحًا تُهْلِكُ عَادًا، قَالَ: يَا رَبِّ أُرْسِلُ عَلَيْهِمُ الرِّيحَ قَدْرَ مِنْخَرِ الثَّوْرِ، فَقَالَ لَهُ الْجَبَّارُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: إِذًا تَكْفِي الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا، وَلَكِنْ أَرْسِلْ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ خَاتَمٍ، وَهِيَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ: {مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ} [الذاريات: 42] ، وَالثَّالِثَةُ فِيهَا حِجَارَةُ جَهَنَّمَ، وَالرَّابِعَةُ فِيهَا كِبْرِيتُ جَهَنَّمَ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِلنَّارِ كِبْرِيتٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ فِيهَا لَأَوْدِيَةٌ مِنْ كِبْرِيتٍ لَوْ أُرْسِلَ فِيهَا الْجِبَالُ الرَّوَاسِي لَمَاعَتْ، وَالْخَامِسَةُ فِيهَا حَيَّاتُ جَهَنَّمَ إِنَّ أَفْوَاهَهَا كَالْأَوْدِيَةِ تَلْسَعُ الْكَافِرَ اللَّسْعَةَ فَلَا يَبْقَى مِنْهُ لَحْمٌ عَلَى عَظْمٍ، وَالسَّادِسَةُ فِيهَا عَقَارِبُ جَهَنَّمَ إِنَّ أَدْنَى عَقْرَبَةٍ مِنْهَا كَالْبِغَالِ الْمُوكَفَةِ تَضْرِبُ الْكَافِرَ ضَرْبَةً تُنْسِيهِ ضَرْبَتُهَا حَرَّ جَهَنَّمَ، وَالسَّابِعَةُ سَقَرُ وَفِيهَا إِبْلِيسُ مُصَفَّدٌ بِالْحَدِيدِ يَدٌ أَمَامَهُ وَيَدٌ خَلْفَهُ، فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُطْلِقَهُ لِمَا يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَطْلَقَهُ» هَذَا حَدِيثٌ تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو السَّمْحِ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ وَقَدْ " ذَكَرْتُ فِيمَا تَقَدَّمَ عَدَالَتَهُ بِنَصِّ الْإِمَامِ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

عبد اللہ بن عمرو نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : زمینیں ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہیں

امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور الذہبی نے منکر

سوال ہے کہ ٤٠٠ سے ٨٠٠ ہجری تک جو امام حاکم اور الذہبی کے بیچ کا دور ہے لوگ اس روایت پر کیا کہتے تھے؟

شیعہ کتاب الکافي – از الکلیني – ج 8 – ص 89 کی روایت ہے

حديث الحوت على أي شئ هو 55 – محمد ، عن أحمد ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : سألته عن الأرض على أي شئ هي ؟ قال : هي على حوت ، قلت : فالحوت على أي شئ هو ؟ قال : على الماء ، قلت : فالماء على أي شئ هو ؟ قال : على صخرة ، قلت : فعلى أي شئ الصخرة ؟ قال : على قرن ثور أملس ، قلت : فعلى أي شئ الثور ؟ قال : على الثرى ، قلت : فعلى أي شئ الثرى ؟ فقال : هيهات عند ذلك ضل علم لعلماء

باب مچھلی کی حدیث کہ یہ کس پر ہے ؟ محمد ، احمد سے وہ ابن محبوب سے وہ جمیل بن صالح سے وہ ابان بن تغلب سے وہ ابی عبد اللہ امام جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابان نے امام سے زمین کے بارے میں پوچھا کہ یہ کس چیز پر ہے ؟ امام نے فرمایا مچھلی پر میں نے پوچھا یہ مچھلی کس چیز پر ہے ؟ فرمایا پانی پر میں نے پوچھا پانی کس پر ہے ؟ فرمایا چٹان پر میں نے پوچھا اور چٹان کس چیز پر ہے ؟ فرمایا چکنے بیل کے سینگ پر اس پر پوچھا بیل کس چیز پر ہے کہا یہ الثری پر ہے میں نے پوچھا الثری ؟ پس فرمایا دور بہت دور! علماء کا علم پر پر ضائع ہو گیا

اس پر حاشیہ لکھنے والے لکھتے ہیں

في هذا الحديث رموز إنما يحلها من كان من أهلها . (في) وذلك لان حديثهم صعب مستصعب

اس حدیث میں رموز ہیں جن کو وہی حل کر سکتا ہے جن میں اہلیت ہو اور انکی حدیث الجھی ہوئی مشکل ہے

یہ روایت تفسیر قمی میں بھی ہے اور صدوق نے اسکو قبول کیا ہے البتہ مفید نے اس کی صحت پر شک کیا ہے-اس قسم کی روایات سے باطنی شیعوں کے مطابق تاویل کا علم نکلتا ہے [2]

آئیں ہم تحت الثری میں اترتے ہیں زمین کی سطح کے نیچے ترتیب یہ ہے

مچھلی

پانی

---

[2]

زمیں ایک بیل کے سنگ پر ہے ہمالیہ کے ہندوں کا بھی عقیدہ ہے

Hindus of the Himalayas: Ethnography and Change page 105 By Gerald Duane Berreman

Himalayan Heritage page 123 By J. P. Singh Rana

گویا کسی دور میں یہ بات بہت پھیلی ہوئی تھی

چٹان

بیل کے سینگ

یہ اصلا اشارت ہیں برجوں کی طرف لہذا مندرجہ ذیل برج ترتیب میں اتے ہیں

مچھلی – برج حوت

پانی – برج دلو

چٹان – برج الحمل

چکنے بیل کے سینگ – برج ثور

الحمل کے عربي میں کئی مفهوم ہیں ان میں دنبه اور وزن بھی ہے اسی سے عربی اور اردو میں حمل ٹھرنا کہا جاتا ہے پاؤں بھاری ہونا کہا جاتا ہے لہذا چٹان کو وزن کی وجہ سے برج الحمل سے نسبت دی گئی ہے

زمین کسی دور میں گول نہیں سمجھی جاتی تھی بلکہ چپٹی سمجھی جاتی تھی اور اس کے نیچے سمجھا جاتا تھا کہ برج ہیں جو آسمان پر نمودار ہوتے ہیں – اوپر روایات میں برجوں کی ترتیب تمثیلی انداز میں سمجھائی گئی ہے

سورج کا قطر

تفسیر القرطبی، تفسیر آیت 71:16 میں ہے

وقيل لعبد الله بن عمر: ما بال الشمس تَقْلِينا أحياناً وتَبْرُدُ علينا أحياناً؟ فقال: إنها في الصيف في السماء الرابعة، وفي الشتاء في السماء السابعة عند عرش الرحمن، ولو كانت في السماء الدنيا لما قام لها شيء.

اور عبداللہ ابن عمر سے سورج کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ بعض مرتبہ جھلسا دینے والا گرم ہوتا ہے اور کبھی راحت پہنچانے والی گرمی دے رہا ہوتا ہے۔ اس پر ابن عمر نے کہا: بے شک گرمی کے موسم میں سورج چوتھے آسمان میں ہوتا ہے ، جبکہ سردیوں کے موسم میں یہ ساتویں آسمان پر اللہ کے عرش کے قریب چلا جاتا ہے۔ اور اگر سورج اس دنیا کے آسمان میں آ جائے تو اس دنیا میں کوئی چیز نہ بچے۔

اس اثر کو و جعل الشمس سراجا کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے لیکن اس کی سند نہیں ملی

اسی طرح ایک اور قول تفسیر القرطبي میں ہے

وحكى القشيري عن ابن عباس أن الشمس وجهها في السموات وقفاها في الأرض

اور القشیری نے حکایت کیا ہے ابن عباس سے کہ سورج کا چہرہ آسمانوں کی طرف اور پشت زمین کی طرف ہے

اسکی سند کتاب العظمة از ابو الشیخ ، مستدرک الحاکم میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هُدْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: {وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا} [نوح: 16] قَالَ: «قَفَاهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، وَوَجْهُهُ مِمَّا يَلِي السَّمَاءَ

اس کی سند میں یوسف بن مهران ہے الميموني کہتے ہیں امام احمد اس کے لئے کہتے لا یعرف نہیں جانتا

یعنی یہ ایک مجھول شخص ہے جس سے صرف علي بن زید نے روایت لی ہے- امام الحاکم اس کو امام مسلم کی شرط پر کہتے ہیں جو صحیح نہیں اور حاکم غلطیاں کرنے کے لئے مشھور ہیں- امام بخاری تاریخ الکبیر میں یوسف کے لئے لکھتے ہیں وكَانَ يهوديا فأَسلَمَ. یہ یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے -

بہت سے اقوال یہود کی کتب کے ہمارے پاس اس وجہ سے آئے اور ان کو اسرائیلیت کہا جاتا ہے اگر وہ کسی نبی کی عجیب و غریب خبر ہو لیکن جب کائنات و تکوین کی خبر ہوتی تھی تو اس کو مفسرین لکھ لیتے تھے کیونکہ اس پر تفصیل کم تھی

اسی کتاب العظمة کی دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ رَاهَوَيْهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ: {وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا} [نوح: 16] قَالَ: «وَجْهُهُ يُضِيءُ السَّمَاوَاتِ، وَظَهْرُهُ يُضِيءُ الْأَرْضَ

قتادہ ابن عبّاس سے روایت کرتے ہیں کہ چاند کا چہرہ آسمانوں کو روشن کرتا ہے اور اسکی پشت زمین کو روشن کرتی ہے

سند میں قتادہ مدلس ہے عن سے روایت کرتا ہے لہذا روایت ضعیف ہے

مفسرین نے ان روایات کو تفسیر میں لکھا ہے جبکہ یہ صحیح نہیں ہیں

شیعہ کتاب علل الشرائع میں ہے

سأل رجل من أهل الشام أميرالمؤمنين عليه السلام عن مسائل فكان فيما سأله أن سأله عن أول ما خلق الله تعالى قال : خلق النور ، وسأله عن طول الشمس والقمر وعرضهما ، قال : تسعمائة فرسخ في تسعمائة فرسخ

اہل شام میں سے کسی شخص نے علی علیہ السلام سے پوچھا کہ سورج اور چند کا عرض کتنا ہے؟ علی نے کہا ۹۰۰ فرسنگ

ایک فرسنگ ۵.۷ میٹر کا ہوتا ہے اور سورج و چاند کا یہ عرض نہیں ہے

تفسیر قمی میں ہے علی نے کہا سورج والشمس ستون فرسخا في ستين فرسخا یعنی ٦٠ فرسنگ اس کا قطر ہے

جس دور میں یہ کتب لکھی جا رہی تھیں اس دور میں ان مخصوص روایات کو رد کرنے کی کوئی دلیل نہیں تھی لہذا ان کو لکھ دیا گیا آج ہم سمجھ سکتے ہیں کہ رآویوں نے غلطیاں کی ہیں

افسوس بعض جہلاء کہتے ہیں کہ یہ تفسیری ضعیف روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑیں! محدثین نے اگر تین ہزار روایات لکھی ہیں تو ۵۰ ہزار سے اوپر رد بھی کی ہیں اور یہ بات معروف ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ پر جھوٹ باندھا اور راویوں کا حافظہ خراب ہوا کیا- آج لوگوں کا حافظہ خراب نہیں ہوتا یا وہ اختلاط کا شکار نہیں ہوتے ؟